آستانہ کے مسلمہ عقائد

بحوالہ دین اللہ کی مادیت سازی

تحریر ڈاکٹر قمر زمان

حال ہی میں ایک بہت ہی معزز ساتھی اورنگزیب یوسف زئی کی طرف سے میری کوتاہیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ انکا شکریہ کے انہوں نے اس ناچیز کے لئے وقت نکالا۔ اس لئے میرا بھی فرض بنتا تھا کہ میں انکی تحریر کو پڑھتا اور اپنی اصلاح کرتا۔ پہلے تو اس اعتراض نامہ کا جواب دو وجوہات سے نہ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

ا۔۔ اس کتاب میں میری ذات پر انتہائی رقیق حملے کئے گئے ہیں جس کا میں جواب دینا پسند نہیں کرتا۔ کیونکہ ہر شخص ایک رائے رکھنے کا حق رکھتا ہے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے وہ کھلی کتاب کی طرح ہے۔ میں لاہور میں کوئی چھپ کر نہیں رہ رہا۔ اس شہر میں ہی میرا بچپن گزرا ہے اس شہر میں ہی میری تعلیم ہوئی ہے اور اسی شہر میں میں نے علماء کی محافل میں حاضری دی ہے اور اسی شہر میں میرے سامنے کے بچے اب علماء کے درجے پر فائز ہیں۔ ڈاکٹر اسرار صاحب کے ساتھ میں نے تقریباً دس سال گزارے اور کتنے ہی مسائل پر اختلاف ہوا لیکن نہ تو میں نے ان کی شخصیت پر کوئی حملہ کیا اور نہ ہی انہوں نے کبھی مجھے جھڑکا۔ ایک ادب اور تہذیب کے دائرے میں ہم نے مسائل پر بحث کی۔ میں نے ہمیشہ ڈاکٹر اسرار کو اپنے والد کی طرح سمجھا۔ گو کہ وہ مجھ سے عمر میں زیادہ بڑے نہ تھے لیکن قرآن کی طرف لانے میں ان کا بہت بڑا ہاتھ ہے جسکا میں زندگی بھر مشکور رہونگا۔ اس لئے میں انکو ہمیشہ استاد حقیقی ہی سمجھتا رہا ہوں اور سمجھتا رہونگا۔ میں اپنے دوستوں سے بھی ایسی ہی امید رکھتا ہوں، لیکن ضروری نہیں۔۔۔۔۔

۲۔۔ دوسری بات کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ہر پڑھنے والا خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ میری تحریر میں کیا کچھ لکھا گیا ہے۔ جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر جو بھی اعتراضات کیے گئے ہیں وہ دلائل کے بغیر الزام ہی الزام ہیں۔ اس لئے میری تحاریر ہی خود میرا دفاع کرنے کے لئے کافی ہیں۔ ہر پڑھنے والا خود فیصلہ کر سکتا ہے میں نے کیا لکھا ہے۔ اس بات کا ثبوت وہ پوسٹ ہیں جو آستانہ پر پڑھنے والے لکھ رہے ہیں۔ البتہ پورا کتابچہ ایسا بھی نہیں ہے کہ جس سے مجھے یا آستانہ کو کوئی فائدہ نہ ہوا ہو۔

صفحہ ۳۱ اور ۳۲ پر آستانہ کے حوالے سے جو دس عقائد پیش کئے گئے ہیں وہ قابل ستائش ہیں اور آئندہ حوالہ دیتے وقت یقیناً کام آئیں گے۔ اسی سلسلہ میں کراچی سے ہمارے بہت ہی قابل قدر دوست جو خاموشی سے قرآن کی خدمت کر رہے ہیں، ان کا اصرار ہے کہ کیوں نہ ان اعترازات کے جوابات ایک مضمون کے شکل میں آ جائیں تاکہ آئندہ کے لئے آستانہ کی ایک طرح سے پالیسی بن جائے۔ چناچہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ذاتیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے اس کتاب میں اٹھائے گئے کچھ اعترازات خصوصاً صفحہ ۳۱ اور ۳۲ پر ہمارے مؤقف کے حوالے سے جو باتیں کی گئی ہیں اس کی وضاحت پیش کر دی جائے تاکہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔

البتہ آگے بڑھنے سے پہلے "آستانہ بلاگ" کے متعلق ایک بات واضح ہو جانا چاہئے کہ "آستانہ بلاگ" پر دیگر ممبران کی طرف سے جو کچھ بھی لکھا گیا ہے اسے میرے خیالات کی ترجمانی نہ سمجھا جائے۔ ان خیالات کو میرا موقف بنا کر پیش کرنا انتہائی بد دیانتی ہے، اکثر بلاگ پر وہ کچھ بھی لکھا گیا ہے جس سے میرا اتفاق نہیں ہے۔ لیکن کیونکہ "آستانہ بلاگ" آزادی تحریر میں یقین رکھتا ہے اس لئے ہر شخص اپنے دل کی بات کہہ سکتا ہے اس طرح لکھنے والے کو اس گھٹن سے آزادی ملتی ہے جس میں وہ صدیوں سے جکڑا ہوا ہے اور اس کی مثال محترم اورنگزیب صاحب کی کتاب ہے کہ جس میں میرے متعلق زبان و بیان کا کوئی ایسا گوشہ نہیں چھوڑا گیا جو کسی طرح بھی تہذیب کے دائرے کے اندر کہا جا سکتا ہے۔ پھر بھی آستانہ کے صفحات اس کتابچے کے لئے کھلے تھے۔

"آستانہ بلاگ" شاہد ہے کہ ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اسے تہذیب کے دائرے میں رکھا جائے۔ لیکن بعض ممبران کا اسے طوفان بد تمیزی اور بد تہذیبی کی آماجگاہ بنا لینے کے باوجود کبھی کسی کی علمی و تحقیقی کاوش روکی نہیں گئی۔ البتہ کچھ ذاتیات پر مبنی کچھ تحریریں یا الفاظ ضرور مخفی کر دیے گئے جو انتہائی پست ذہنیت کی عکاسی کرتے تھے اور دوسروں کی دل آزاری کا باعث بنتے تھے۔

پہلی بنیادی بات کہ اورنگزیب صاحب کا خدا کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے سائنس کا سہارہ لینا آستانہ کی بنیادی پالیسی کے خلاف تھا اس لئے اسے مضامین کی فہرست میں شامل نہیں کیا گیا۔ بڑے واضح الفاظ میں سائنس اور قرآن کے متعلق آستانہ کی پالیسی جان لیجئے کہ۔۔۔

"قرآن میں صرف اور صرف انسانی حقوق پر بحث کی گئی ہے اس لئے سائنسی اصول اور جدید تحقیق کے ذریعے نتائج کو قرآن میں ڈھونڈنا یا سائنس اور جدید تحقیق کے ذریعے خدا کے وجود اور قرآن کو الہامی کتاب ثابت کرنا غلط ہے۔"

آستانہ کا یہ موقف کیوں ہے اس کی دلیل بھی آپ کے سامنے حاضر ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے "لا تبدیل لکلمات اللہ" اللہ کے احکامات تبدیل نہیں ہوتے۔ کیا سائنسی اصول تبدیل نہیں ہوا کرتے۔۔۔؟ اگر آج کسی سائنسی تحقیق یا اصول کے ذریعے خدا یا اسکے کلام یعنی قرآن کو ثابت کرتے ہیں اور کل کی تحقیق اسے غلط ثابت کرتی ہے تو قرآن کی کیا حیثیت رہ جائے گی اور پھر ہمارے پاس کیا جواب ہو گا۔

اگر آج کسی غیر یقینی بات میں ذرہ برابر بھی شک ہے کہ جو کچھ آج ہو رہا ہے وہ کل کو غلط ثابت ہو سکتا ہے تو خدارا اسے قرآن کا منہ نہ دیجئے۔ آپ ہم پر تو مادیت پرستی کا لیبل لگا رہے ہیں لیکن آپ نے سائنس کی مادہ مادہ پرستی کو سینے سے لگا رکھا ہے اور حد تو یہ ہے کہ خدا کے وجود کو بھی سائنس کے ذریعے ثابت کرنا چاہتے ہیں اس سے بڑھ کر مادہ پرستی کیا ہو سکتی ہے؟

ہم قرآن کو سائنس یا کسی بھی غیر یقینی علم یا اس کی تحقیق سے ثابت نہیں کرتے اور نہ ہی خدا کے وجود کو کسی کمزور بیرونی سہارے سے ثابت کرتے ہیں۔ بلکہ قرآن اور خدا کو قرآن سے ہی ثابت کرتے ہیں۔ یاد رکھیئے قرآن کے مضامین یکتا، کامل اور ان اعلیٰ اقدار کے حامل ہیں جو کسی بھی انسان یا اسکی تحقیق کے محتاج نہیں۔ ان کو ثابت کرنے کے لئے کسی خارجی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ خارجی مدد کی تو ان لوگوں کو ہی ضرورت پڑتی ہے جن کے اذہان ابھی تک قرآن کے مضامین کی گہرائی تک نہیں پہنچ پائے ہیں۔

تاریخ اور اس کی کرشمہ سازیاں تو خود صاحب تحریر نے اجاگر کی ہیں لیکن حیرت ہے کہ اب اسی پر تکیہ کئے بیٹھے ہیں۔ اورنگزیب صاحب نے کتابچے کے ۳۰ صفحات تک تو خود ماضی کا رونا رویا ہے پھر یہ موقف سے انحراف کیوں۔۔۔؟ صاحب تحریر لکھتے ہیں کہ "گزشتہ تقریباً چار سالوں میں تائیدی و تشریحی مضامین لکھے" لیکن اورنگزیب صاحب یہ بھول گئے کہ "آستانہ بلاگ" کا اجرا دسمبر ۲۰۰۹ کی ۱۷ تاریخ کو ہوا تھا۔ تو چار سال تک یہ مضامین کہاں چھپواتے رہے۔ مجھے ان سے شخصی ملاقات کا شرف زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ مرتبہ ملا ہو گا۔ ہفتہ وار مجالس لاہور میں ہوتی ہیں اور موصوف راولپنڈی کے باسی ہیں ان مجالس کے شرکاء اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں۔ پھر چار سال کی رفاقت کے دعوے کے کیا معنی۔۔۔؟

صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں۔۔۔"عاجز کو اس نظریے کو تقویت اور وثوق اس نادر الوجود حقیقت سے ملی ہے کہ مادیت کے فلسفے کا پرچار کرنے کے لئے موصوف نے قرآن ہی کا انتخاب کیوں کیا؟"

اس کے بعد آخری سطور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں فرماتے ہیں۔۔۔۔

" لیجئے ایک اور دنیاوی علوم وفنون کی مدح سرائی۔۔۔۔!"

۱۔۔ پہلا اعتراض برائے اعتراض ہے۔ آستانہ بلاگ کا قاری بہت اچھی طرح سے جانتا ہے کہ ہماری طرف سے آستانہ پر سوائے قرآن کے کوئی اور بات نہیں کی جاتی۔ جیسا کہ پہلے عرض

کیا دنیاوی علوم کی ترغیب ہی تو مادہ پرستی ہے۔ آپ کا مقالہ اسی لئے تو آستانہ پر نہ آ سکا کہ وہ خارج از قرآن یعنی سائنسی دلائل پر مبنی تھا۔

۲۔۔ایک مرتبہ پھر موصوف نے شروع کے صفحات پر خود تاریخ کا رونا رونے کے باوجود اس جگہ تاریخ ہی کا سہارا لے کر آستانہ کے موقف کو مادہ پرستی کہا ہے۔ جس کا جواب پھر وہی ہے کہ قرآن کے ذریعے انسانی حقوق کی تعلیمات دینا اگر مادہ پرستی ہے تو آستانہ اس کا مجرم ہے۔

۳۔۔ مغرب میں موجود انسانی حقوق اور انصاف پر مبنی سوشل یعنی سماجی سسٹم کی تعریف و توصیف اور اسے مثالی کہنا مغربیت پرستی کی اعلیٰ مثال آپ نے کیا خوب قائم کی ہے۔

۴۔۔ آپ نے فرمایا "کیا اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا عظیم چارٹر بھی اس میدان میں مکمل اور تیار فراہم نہیں کر سکتا تھا؟" قرآن کے مقابلے میں اقوام متحدہ کا چارٹر آپ کو ہی مبارک ہو ۔۔۔۔۔۔! اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کو عظیم چارٹر کہنا اور حقوق انسانی کے میدان میں مکمل اور تیار رہنمائی فراہم کرنا آپ کا خیال تو ہو سکتا ہے مگر قرآن کا مقصود نہیں۔ **"ہم سمجھتے ہیں کہ عظیم اور مکمل چاٹر اور مکمل اور عظیم رہنمائی صرف قرآن ہی فراہم کرتا ہے۔"**

صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں۔۔ " ڈاکٹر صاحب کی واضح اور دو ٹوک رائے کچھ اس طرح ہے۔۔۔۔۔۔! ۔ قرآن ایک حقوق انسانی کی کتاب ہے۔ میرا مشن قرآن کا ایسا ترجمہ کرنا ہے جو خالص عربی زبان و گرائمر کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ہو۔ "

جی ہاں قرآن حقوق انسانی کی ہی بات کرتا ہے۔۔۔۔۔۔اور ایک مرتبہ پھر اس بات کا اعتراف سن لیجئے کہ۔۔۔۔۔**جی ہاں قرآن یقینی طور پر حقوق انسانی کی بات کرتا ہے**۔۔۔اگر یہ کہنا جرم ہے تو آستانہ اس جرم کا اعتراف کرتا ہے اور میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں۔

اور اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں کہ قرآن حقوق انسانی کی کتاب نہیں ہے تو قرآن میں فرعون اور سیدنا موسیٰ کی داستان ،یہودی علماء اور سیدنا مسیح کا مکالمہ ، رسالتمآب کی قرآن میں بیان کردہ جدوجہد اور جنگی واقعات کس مقصد کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ کیا فرعون نے طاقت کے بل

بوتے پر انسانوں کے حقوق غصب نہیں کئے تھے ؟ کیا قارون نے معاشی استحصال نہیں کیا تھا؟ کیا ھامان نے مذہبی لبادہ اوڑھ کر عوام کو فرعون کا غلام نہیں بنایا تھا؟ کیا دیگر انبیاء ورسل نے اپنے اپنے وقت کے استحصالی ظالموں کے خلاف علم بغاوت نہیں بلند کیا تھا۔؟

دوسرے اعتراض کے تحت میں مشکور ہوں کہ صاحب تحریر نے میرے مشن کو لوگوں تک اپنے کتابچے کے ذریعے پہنچایا۔جی ہاں میرا مشن ہے کہ میں قرآن کا ایک ایسا ترجمہ لوگوں کو دوں جو خالص عربی زبان کے قوائد وضوابط کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ہو۔جو کسی بیرونی تفسیر کے تحت نہ لکھا گیا ہو اور یقیناً میں کسی بھی غلطی کی نشاندہی پر اصلاح کے لئے فوراً تیار ہوں۔بشرطیکہ عربی زبان وقوائد کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ہو۔

آستانہ کے موقف پر اعتراضات

اولاً تو عرض ہے کہ عقائد کی اصطلاح مذہب کی دنیا میں موجود ہے اور شائد صاحب تحریر مذہب کی دنیا سے باہر نہیں آسکے ہیں اس لئے ہمارے موقف کے لئے مذہبی اصطلاح "عقیدہ" استعمال کیا ہے۔ ہماری سوچ اور فہم عقیدہ نہیں بلکہ موقف ہے جو غلط بھی ہو سکتا ہے۔ موقف دلیل کے ذریعے رد بھی کیا جاسکتا ہے، لیکن عقیدہ پتھر پر لکیر ہوتا ہے جو کسی بھی دلیل سے نہیں بدلا جاسکتا۔ آیئے اب یکے بعد دیگر اعتراضات کے جواب حاضر ہیں۔

اعتراض نمبر ا

" قرآن انسانی حقوق کی کتاب ہے۔یہ حقوق ایک انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرکے حاصل کئے جاتے ہیں۔"

جی ہاں ۔۔ اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں ۔ یقینی طور پر قرآن حقوق انسانی کی بات کرتا ہے ۔ اور جیسا میں نے پچھلے صفحات پر عرض کیا اسے ایک مرتبہ پھر دھرائے دیتا ہوں اگر قرآن حقوق انسانی کی بات نہیں کرتا تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فرعون اور سیدنا موسیٰ کی داستان ، یہودی علماء کا استحصال اور سیدنا مسیح کا ان علماء کے ساتھ مکالمہ ، رسالتمآب کی زندگی کے واقعات کے بیان کرنے کا مقصد کیا ہے ۔۔۔ ؟ کیا فرعون نے انسانی حقوق نہیں غصب کئے تھے ۔۔ ؟ کیا قارون نے معاشی استحصال نہیں کیا تھا ۔۔ ؟ کیا ھامان نے مذہبی لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو فرعون کی تابعداری پر آمادہ نہیں کیا ہوا تھا ۔۔ ؟ کیا یہودی علماء نے اپنی قوم کو ذہنی جکڑ بندیوں میں نہیں پھنسایا ہوا تھا ؟ اور کیا انکا معاشی استحصال نہیں کیا ہوا تھا ؟ کیا دیگر انبیاء نے اپنے اپنے وقت کے استحصالی طبقوں سے انسانیت کو آزادی نہیں دلوائی تھی ۔ یہ تو رسولوں کا "اسوۃ" رہا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے ۔ اگر آپ نہیں مانتے تو نہ مانیئے لیکن کیا آپ جس پارٹی کے امیر المومنین ہیں اس کا منشور یہ نہیں کہ آپ پاکستان کی عوام کو ظالموں کی چنگل سے آزاد کرائیں گے ؟ اگر یہی منشور ہے تو کیا اس منشور کی بنیاد قرآن نہیں ؟

اعتراض نمبر ۲

" قرآن دراصل فطرت کے اسرار ہیں جو فطرت کسی نابغہ روزگار یعنی عالم اور ذہین و فطین شخص پر آشکار کر دیتی ہے ۔ یہ وحی کی حقیقت ہے ۔"

گو کہ آپ نے میرے الفاظ کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اور خود اپنا فہم بھی داخل کر کے نتیجہ اخذ کیا ہے ۔ آیئے میں اپنا موقف ایک مرتبہ پھر سمجھاتا ہوں ۔ انسانوں میں عقل و فطرت کے لحاظ سے بہت سارے درجات ہیں ۔ ایک وہ درجہ ہے جو دنیاوی علوم کے لحاظ سے نیوٹن اور آئن سٹائن کا تھا اور اس کے برعکس ایک وہ درجہ ہے جو ایک عام سائنس کے طالبعلم کا ہے ۔ کیا وہ اسرار جو نیوٹن اور آئن سٹائن پر کھلے ایک عام طالبعلم پر کھل سکتے ہیں ؟ جی نہیں ۔ کیا خیال ہے کہ

کائنات میں جاری و ساری قوانین نیوٹن سے پہلے موجود نہ تھے ؟ جی نہیں بلکہ یہ کائناتی قوانین نیوٹن سے پہلے بھی موجود تھے اور بعد کو بھی۔ وہ قانون جو آئن سٹائن نے دریافت کیا وہ اس سے پہلے بھی موجود تھا لیکن نیوٹن کے ادراک میں نہ تھا۔ اسی طرح معاشرت اور معیشت کے قوانین بھی ہمیشہ سے موجود ہوتے ہیں، بس ان قوانین کو انہی پر کھولا جاتا ہے جو نابغہ روزگار ہوتا ہے۔ اور ان قوانین کا ادراک وحی کہلاتا ہے۔

اسی طرح اس دنیا میں بھی کچھ عمرانیات کے اصول ہیں، انسانوں کے آپس کے تعلقات کے اصول ہیں۔ ظلم و زیادتی سے نبرد آزما ہونے کے اصول ہیں ۔ قوموں کے عروج و زوال کے اصول ہیں۔ کیا خیال ہے کہ یہ معیشت اور معاشرت کے اصول اور جو مستقبل کی آگہی قدرت اپنے بندوں پر آشکارہ کرتی ہے وہ الل ٹپ ہوتی ہے اور میرے اور آپ جیسے ہر ایرے غیرے کو بتادئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی نہیں۔۔۔۔۔۔۔ان کے بھی کچھ اصول ہیں۔

سورۃ[طہ] کی آیات میں سیدنا موسیٰ کی جدوجہد کے بعد کہا گیا۔

ثُمَّ جِئْتَ عَلَى قَدَرٍ يَا مُوسَى () وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ()

اے موسیٰ پھر تم ایک پیمانے پر آئے۔ اور ہم نے تم کو اپنے لئے چن لیا

یہ چناؤ کسی پیمانے پر آنے کے بعد ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ خالق کائنات جس کا بھی چناؤ کرتا ہے وہ معاشرے کا انتہائی عاقل بالغ نابغہ روزگار ہر معاملے میں یکتا اور اپنی ذات میں کامل شخص ہوتا ہے۔ جو گزرے اور حاضر کے حالات کا جائزہ لے کر آئندہ کے خطرات سے نہ صرف آگاہ کرتا ہے بلکہ قوم کو صحیح راہ بھی دکھاتا ہے۔ اسی لئے ان رسولوں کو قرآن میں بشیر اور نذیر کے القابات سے نوازہ گیا ہے۔ اس کے برعکس ایک تصور یہ ہے کہ رسول پیدائشی طور پر خاص الخاص پیدا کئے جاتے ہیں، ان کو ہر کام کرنے سے پہلے ہدایت ملتی ہے کہ اب ایسے کرو اور اب ایسے نہ کرو۔ انہیں معجزات کے ذریعے مافوق البشری صلاحیت ملی ہوتی ہے جس کے ذریعے وہ ہر دیومالائی کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں یعنی وہ پیدائشی رسول و نبی ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اگر ایسا ہی ہے تو اس میں رسول کا کیا کارنامہ ہوا؟ کارنامہ تو اس وقت ہی مانا جائے گا جب کہ وہ اپنی انسانی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال خدا کے دئے ہوئے اصولوں کے تحت کر کے اپنی قوم کو انسانوں کے مظالم سے آزاد کرائے۔ جبکہ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کے خالق اپنے چنیدہ بندوں کے ہاتھ میں کاغذ قلم پکڑاتا ہے اور وہ لکھواتا جاتا ہے اور رسول لکھتا جاتا ہے۔

اعتراض نمبر ۳

"قرآن کسی حیات بعد الموت کا ذکر نہیں کرتا، بلکہ صرف اسی زندگی کی بات کرتا ہے۔"

جی ہاں ۔۔۔ موت بمعنی انسان کی جسمانی موت قرآن کا موضوع نہیں ہے بلکہ قرآن کا مقصد نزول ان انسانون کی زندگی بدلنا ہے جو حیوانی سطح پر زندگی گزارتے ہیں۔ جو ظلم و ستم روا رکھتے ہیں اور اپنے ہی بھائیوں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ ایسا معاشرہ قرآن کی نظر میں مردہ معاشرہ ہے۔

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور کیا وہ جو کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لیے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیروں میں ہے اور ان سے نکلنے والا نہیں، اس طرح کافروں کے لئے ان کے اعمال مزین کر دیے گئے ہیں۔

﴿سورہ الانعام ۱۲۲﴾

ذرا غور کیجئے یہ کون سا مردہ ہے جو زندہ کیا جاتا ہے ۔۔۔؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

اے اہل امن اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے۔

﴿سورہ الانفال ۲۴﴾

دیکھ لیجئے اس میں مومنوں سے کہا جارہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر پہنچو اس چیز پر جو تم کو زندگی عطا کرتی ہے۔ یہ کون سی زندگی ہے جو زندہ انسانون کو دی جارہی ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ہر چیز بعثت بعد الموت پر اٹھار کھی ہے اس لئے ہمیں وہ زندگی جو اس دنیا کے مردوں کو دی جاتی ہے نظر ہی نہیں آتی۔ آج یہ آیات ہمارے لئے اس زندگی کو حاصل کرنے کے لئے ہدایت کا کام کریں گی۔

یاد رکھئے قرآن جس زندگی و موت کی بات کرتا ہے وہ اخلاقیات اور اقدار کی زندگی اور موت کی بات ہے نہ کہ جسمانی موت وحیات۔ ایک اور اہم بات کہ اس جگہ بھی اللہ سے مراد اللہ کے جاری وساری قوانین ہیں جن کی پکڑ میں ہر معصیت کرنے والا آتا ہے اور اللہ کے قوانین میں اس مملکت کے قوانین بھی آتے ہیں جو قرآن کے احکامات کے مطابق قائم مملکت کے قوانین ہوتے ہیں۔

موت بمعنی انسان کی جسمانی موت قرآن کا موضوع نہیں ہے بلکہ قرآن کا مقصد نزول ان زندہ انسانون کی زندگی بدلنا ہے جو حیوانی سطح پر زندگی گزارتے ہیں۔ جو ظلم و ستم روار کھتے ہیں اور اپنے ہی بھائیوں کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ ایسا معاشرہ قرآن کی نظر میں مردہ معاشرہ ہے۔

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور کیاوہ جو کہ مردہ تھاتو ہم نے اسے زندہ کیااور اس کے لیے ایک نور کردیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیروں میں ہے اور ان سے نکلنے والا نہیں، اس طرح کافروں کے لئے ان کے اعمال مزین کردیے گئے ہیں۔

﴿سورہ الانعام ۱۲۲﴾

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

اے اہل امن اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے۔

﴿سورہ الانفال ۲۴﴾

اعتراض نمبر ۴

"مسلمانوں کے نبی محمد اور دیگر انبیاء کرام کسی مخصوص حقیقت، شخصیت اور وجود کا نام نہیں ہے ان کے نام دراصل (Generic Templates) ہیں (قارئین، اس انگریزی اصطلاح کا لغوی معنی ہے = دھات پلاسٹک یا کاغذ کا بنا ایک مخصوص پیٹرن یا سانچا) ہر نام ایک انسان کا نہیں بلکہ ایک صفت کا نام ہے۔۔۔"

آپ کا یہ کہنا کہ "مسلمانوں کے نبی محمد اور دیگر انبیاء کرام کسی مخصوص حقیقت، شخصیت اور وجود کا نام نہیں ہے" انتہائی شر انگیز اور خالص مولویانہ ذہنیت کی عکاسی ہے، جس کا مقصد لوگوں

کی توجہ کو اصل حقائق سے ہٹانا ہے۔ کیا کسی جگہ میری تحریر میں یہ جملہ لکھا گیا ہے۔ میں نے جو لکھا ہے وہ وہی ہے جو علامہ عبدالرشید نعمانی نے لغات القرآن صفحہ ۳۳۱ جلد پنجم پر لکھا ہے۔۔۔۔۔۔

"محمد اسم مفعول واحد مذکر تحمید مصدر (تفعیل) ح م د (حمد) مادہ وہ شخص جس کے اندر بکثرت خصائل حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ ہوں۔ محمد اگرچہ رسول اللہ کا اسم گرامی ہے لیکن "محمد الرسول اللہ" میں باوجود علمیت کے وصفیت کی طرف اشارہ ہے۔"

آیئے اب آپ کو علامہ ابو مسعود حسن علوی کی "تدریس لغۃ القرآن" صفحہ ۱۰۰ سے بھی ایک حوالہ پیش کرتے ہیں "یقال فلان محمد یذا کثرت خصاله المحمودة" جسکی کثرت سے پسندیدہ عادات ہوں اسے محمد کہا جاتا ہے۔

کیونکہ صاحب تحریر سائنس اور تاریخ سے مرعوب ہیں اور قرآن کو سائنس اور تاریخ کے ذریعے سمجھتے ہیں اسی لئے (Templates) کو صرف مادی لحاظ سے سائنسی اصطلاح ہی سمجھ بیٹھے ہیں اور (Templates) کو انسان کی ذات یا مادی ماہیت کے سانچے تک محدود کر دیا۔ کیا انسان کی زندگی میں صرف جسم ہی سانچہ ہے؟ کیا اس کے کردار کا کسی سانچے سے تعلق نہیں ہے؟

رسالتمآب اور سیدنا ابراہیم کے حوالے سے ان کی شخصیت کو "اسوۃ حسنۃ " کہا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ ہمارے لئے ایسا کردار ہیں جس کے سانچے میں ہم نے ڈھلنا ہے اور ہم نے ویسا ہی بننا ہے۔ یقیناً یہ وہ سانچا ہے جس پر ہر انسان کو ڈھلنا ہے۔ انسانی (سانچہ) انسان کا وہ اعلیٰ کردار ہے جس کو قرآن نے رسولوں کے اسوۃ سے تعبیر کیا ہے۔

حیرت ہے کہ اورنگزیب صاحب (سانچہ) کے سائنسی مفہوم کو تو زیر بحث لے آئے لیکن اس کے قرآنی مفہوم کو نہ سمجھ سکے۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ " محمد الرسول اللہ " کے نام "محمد " کے متعلق علماء حضرات نے کیا کچھ لکھا ہے لیکن آپ نے ان کے حوالے دینا کیوں

مناسب نہ سمجھا؟ عالم تو کسی کی پرواہ کئے بغیر ستاروں سے آگے کی بات کرتا ہے۔ لیکن آپ تو ابھی تک دھات اور کاغذ کی دنیا سے ہی باہر نہ آسکے۔

اعتراض نمبر ۵

"غیب کے معنی قدرت کے پیمانے ہیں۔"

جی ہاں۔۔۔۔۔۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۳۲ میں ارشاد ہے۔۔۔۔۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

اور آدم کو تمام ضابطوں کی تعلیم دی پھر ان کو صاحب اختیار لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا مجھ کو ان لوگوں کے ضابطے بتاؤ اگر کہ تم سچے ہو۔

اور اس کے بعد آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوا

قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ

اس نے کہا اے آدم ان صاحب اختیار لوگوں کو ان کا ضابطہ حیات بتاؤ پس جب ان کو ان کے ضابطہ حیات بتائے تو پروردگار نے کہا، کیا میں نے تم کو نہیں بتایا تھا کہ مجھے خوب علم ہے کائنات کے واقعات و نتائج کے اصولوں کا اور مجھے خوب علم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

ان مکالمات میں جو پروردگار اور ملائکہ کے درمیان ہو رہے ہیں میں کس کو "غیب السموات و الارض" کہا گیا ہے؟ وہ کون سی چیز ہے جس کا علم ملائکہ کو نہ تھا اور جس کی تعلیم آدم کو دی گئی تھی۔ یقیناً یہ احکامات الہی، وحی الہی یعنی انسانون کا ضابطہ حیات یا قوانین قدرت یا قدرت کے پیمانے ہیں جس کی تعلیم آدم کو دی گئی تھی۔ اور پھر ان "اسماء" کو بطور دلیل کہا گیا

"إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ"۔ آپ تو ماشاالله اردو پر بے انتہا مہارت رکھتے ہیں لیکن اس لفظ سے کیوں نا آشنا رہے ۔۔۔؟ کسی بھی اردو لغت کو دیکھ لیجئے قدرت کا معنی و مفہوم سمجھ آجائے گا۔ آیئے چند معنی آپ کی خدمت میں گوش گزار کرتا ہوں۔

قدرت:۔۔۔شان الٰہی، خدا تعالیٰ کی طاقت اور قدرت خدا:۔۔۔خدا کی شان

اعتراض نمبر۶

"قرآن میں موت کا صرف قوموں کی موت / ناکامی کے ضمن میں ہی آیا ہے۔جسمانی موت کا ذکر نہیں ہے۔۔۔۔"

سورہ بقرہ کی آیات ملاحظہ فرمایئے۔

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

(آیت نمبر ۲۸)

یہ کون سی موت کے بعد حیات کا ذکر ہے؟

ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

(آیت نمبر ۵۶)

اور بتایئے کہ مرنے کے بعد کون سی بعثت کا ذکر ہے۔؟

سورہ آل عمران میں سیدنا مسیح کے حوالے سے ارشاد ہے۔

وَرَسُولًا إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا

تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

فرمایئے سیدنا مسیح کس مردے کو اللہ کے احکامات کے ذریعے زندگی عطا کر رہے ہیں؟

سورۃ انعام کی آیت ۱۲۲ بھی ملاحظہ فرمایئے۔۔

أَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَيه

کون سا مردہ کافر ہے جس کے لئے اس کا کفر مزین کیا گیا لیکن اس کے برعکس ایسا کافر بھی تھا جسے زندہ کیا گیا پھر اس کو وحی الہی بھی عطا کی گئی؟

اعتراض نمبر ۷

" قرآن میں زنا کا لفظ صرف دین کے بگاڑ یا نظریہ کی توڑ پھوڑ یا ملاوٹ کے معنی میں آیا ہے، جنسی تناظر میں نہیں۔۔۔"

جی ہاں۔۔ قرآن میں زنا کا لفظ دین کے بگاڑ کے معنی میں آیا ہے جنسی تناظر میں نہیں۔ یہ بحث مفصلاً سورۃ الاعراف اور سورہ نور کے حوالے سے پہلے ہی کی جا چکی ہے۔ آپ نے اس کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ البتہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے یہ بات کر دی ہے۔ اگر آپ کو اعتراض ہے تو ذرا دلائل کی بنیاد پر غلط ثابت کر کے دکھایئے۔ ان لوگوں کے لئے جن کو اس کے متعلق علم نہیں ہے کتابچہ " زنا کی حقیقت " پیش خدمت ہے۔ آپ کی وجہ سے بہت سوں کا بھلا ہو جائے گا۔

اعتراض نمبر ۸

"تاریخ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ قرآن تاریخ کی کتاب نہیں ہے۔اس کو تاریخی تناظر میں دیکھنا غلطی ہے۔"

اس میں کیا شک ہے۔۔! تاریخ کی کتاب واقعات کا مجموعہ ہوتی ہے۔اس میں بادشاہوں کے قصے،ان کی فتوحات،ان کے ممالک کا حدود واربع اور ملکی نظم ونسخ تو ملتا ہے۔لیکن تاریخ میں کبھی اصلاحی اور فلاحی اصول نہیں بیان کئے جاتے۔

تاریخ کی خاصیت یہ ہے کہ تاریخ ساز شخصیات کی تاریخ کبھی ان اشخاص کے زمانے میں میں نہیں لکھی جاتی جو تاریخ رقم کرتے ہیں بلکہ تاریخ دان اپنے قیافہ اور لوگوں میں پھیلی جھوٹی سچی کہانیوں سے ماخوذ کرکے لکھتا ہے اور اپنے رجحان کے مطابق جو سچ سمجھتا ہے وہ لکھتا ہے۔ تاریخ کے متعلق ہمارے ایک دوست کسی کا مقولہ نقل کرتے تھے

History is bundle of lies,but you can't deny

تاریخ میں رائی کا پہاڑ بنایا جاتا ہے۔اس میں حقیقت صرف ایک رائی کے دانے کے برابر تو ضرور ہوتی ہے اور باقی جھوٹ کا پہاڑ کھڑا کیا جاتا ہے۔ جبکہ تاریخ کی کتاب کے برعکس قرآن حقائق اور سچائیوں پر مبنی کتاب ہے۔ آپ نے شائد غور نہیں کیا کہ قرآن میں انبیاء کے "قَصص" بیان کرنے کا مقصد بھی بتادیا گیا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ۝

وہ تمام قصے جنکو تاریخ کہا جاتا ہے وہ غفلت ہے اس قرآن کے آنے کے بعد انسان کو عقل استعمال کر کے دیکھنا ہو گا کہ کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ۔ آپ تو خود ماہر تاریخ ہیں۔۔۔ آپ سے بہتر تاریخ کی حقیقت کس کو معلوم ہو گی۔

کیا آپ کے پاس تاریخ کا جو انبار ہے اس کے تناظر میں کوئی قرآن کو سمجھ سکتا ہے اور اگر آپ کا جواب اثبات میں ہے تو آپ اس تاریخ کے تناظر میں دی گئیں تفاسیر اور تراجم کو کیوں رد کرتے ہیں؟۔۔۔۔۔۔۔ تحقیق کرنے کا کیا فائدہ۔۔؟

اعتراض نمبر ۹

"المحیض عورتوں کے حیض کو نہیں کہا جاتا بلکہ جنگوں میں خون کے بہنے کا ذکر ہے۔۔۔"

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

اور لوگ تم سے خون ریزی کے بارے میں دریافت کریں گے، کہہ دو کہ وہ تو ایذاء اور تکلیف ہے اس لئے کمزور لوگوں پر خون ریزی کے معاملے میں خونریزی سے علیحدگی اختیار کرو۔ اور جب تک وہ غیر الہی احکامات سے اپنے آپ کو علیحدہ نہ کرلیں ان سے تعلقات قائم نہ کرنا۔ البتہ جب غیر الہی احکامات سے پاک ہو جائیں تو جس طرح احکامات الہی میں ارشاد فرمایا ہے ان کے پاس جاؤ۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کی مملکت توبہ کرنے والوں اور غیر الہی احکامات سے پاک صاف لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اس آیت میں لفظ الْمَحِيضِ آیا ہے۔ ح ی ض علامہ رشید نعمانی لکھتے ہیں۔۔۔

"یہ ظرف زمان۔(وقت حیض) ظرف مکان (مقام حیض) اور مصدر (حیض آنا) حیض یعنی وہ فاسد خون جو مخصوص زمانے اور مخصوص حالت میں تندرست، جوان غیر حاملہ عورت کے رحم سے نکلتا ہے۔" (لغات القرآن، جلد پنجم صفحہ ۳۳۲)

جیسا کہ علامہ صاحب نے فرمایا "یہ ظرف زمان ہے" جس کا مطلب ہوا کہ **المحیض** سے متعلق سوال عورتوں کی کیفیت حیض سے متعلق ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔کیونکہ اگر

ا۔۔ لفظ **المحیض** کے معنی حیض کا وقت رکھیں تو۔۔۔۔۔اس کا مطلب ہوا کہ عورتوں کے حیظ کے وقت کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔جو انتہائی بے معنی بات ہو گی کیونکہ کسی بھی عورت کے حیض کے وقت سے متعلق سوال پوچھنا بذات خود انتہائی لغو بات ہے اس لئے کہ اس کے وقت کا اگر کسی کو کوئی علم ہو سکتا ہے تو وہ خود عورت ہی ہے۔

۲۔۔اور المحیض سے مراد اسم ظرف کی بنیاد پر عورتوں کی حیض کی جگہ سمجھا جائے تو یہ اور بھی لغو اور بے ہودہ بات ہو گی۔ اس لئے عورتوں کے حوالے سے سوال نہ صرف بے محل ہے بلکہ جواب بھی انتہائی لغو اور بے ہودہ۔

اب رہا سوال کہ لفظ **المحیض** کو مصدری معنوں میں لیا جائے تو بھی جواب نفی میں ہے۔ کیونکہ سوال ہو گا کہ کیا عورت کے خاص ایام میں جو کیفیت ہوتی ہے اس سے متعلق سوال کیا گیا ہے ؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ جواب بتا رہا ہے کہ یہ عورت کی اس کیفیت سے متعلق ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ جواب دیا گیا **قُلْ هُوَ أَذًى** "کہو کہ یہ ایذا ہے"۔ یہ ایک ایسا دو ٹوک بیان ہے جس میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔۔۔۔۔۔لیکن کیا یہ بیان حقیقت پر مبنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اگر تو اس کی تصدیق ہوتی ہے تو یہ ترجمہ حتمی ہے ورنہ اس ترجمے میں خامی ہے۔۔۔۔۔ حالت حیض میں کچھ عورتوں کو یقیناً تکلیف ہوتی ہے لیکن یہ اصول نہیں ہے۔ ہر ماں اپنی بچی کے لئے پریشان نظر آتی ہے کہ کہیں اس کی بچی کے کپڑے حیض کے

خون سے نہ بھر جائیں اور اسے پتہ بھی نہ چلے۔ چند خواتین ہی ہوتی ہیں جو اس تکلیف کے لئے ڈاکٹروں سے علاج لیتی ہیں؟

اعتراض نمبر ۱۰

"قرآن ان چیزوں کے بارے میں بات نہیں کرتا جو ثابت نہ کی جاسکیں یا ہمارے ادراک اور فہم سے بالاتر ہوں۔"

اس میں کیا غلطی ہے؟ کیا آپ نے اپنے بچے کو بچپن میں وہ باتیں بتائی تھیں جو اس کے ادراک میں نہ تھیں؟ کیا پہلی کلاس کے بچے کو دسویں جماعت کی کتاب پڑھائی جاسکتی ہے؟ کیا کسی عاقل نے کسی لاعلم کو علم کے وہ دقیق مسائل سمجھائے ہیں جس کے ادراک کی وہ صلاحیت ہی نہ رکھتا ہو؟ کسی کو ایسی بات سمجھانے کا کیا فائدہ جو اس کی سمجھ نہ آئے۔۔۔۔! بات صرف اتنی ہی کی جاتی ہے جو مخاطب کے ادراک اور فہم میں ہو۔

انسان کی جسمانی موت کے بعد کے اسرار و رموز انسان کے ادراک و فہم سے ماوراء ہیں۔ اگر بیان بھی کر دئے جائیں تو اس کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ انسان کی عقل و فہم کا تو یہ حال ہے کہ پچاس سال کے بعد اس دنیا کا کیا حال ہو گا۔۔۔ اسے نہیں معلوم۔۔۔۔! ایسا ناقص العقل انسان اپنی محدود عقل و فہم کی بنیاد پر اُس دنیا کے متعلق جو خدا جانے کب برپا ہو گی کیا بتا سکتا ہے۔۔۔۔؟ اس کو تو مثالوں سے بھی سمجھانے کی اگر کوشش کی جائے تو اسی دنیا کی مثالیں دینا ہوں گی۔ اور اگر آپ کو اُس دنیا کے متعلق علم ہے تو ضرور بتایئے ہمارے علم میں اضافہ ہو گا۔